وصیت کے احکام
شریعت اور قانون کی نظر میں

مولانا محمد نصر اللہ ندوی
(استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

وصیت کے معنی

وصیت کے لغوی معنی آتے ہیں دوسرے کو تاکید کرنا، ہدایت دینا، حکم دینا، نصیحت کرنا وغیرہ۔ (لسان العرب، القاموس المحیط، مادہ: وصی)

شریعت میں وصیت کا مطلب ہوتا ہے اپنے مال کے سلسلہ میں کسی ایسے کام کی تاکید کرنا، جس کا نفاذ مرنے کے بعد ہو سکے۔ (بدائع الصنائع: ۷/۳۳۳)

قانون کے لحاظ سے وصیت کی تعریف یہ ہے کہ ترکہ میں کوئی ایسا تصرف کیا جائے، جس کا تعلق موت کے بعد سے ہو اور جس کا مقصد بلا عوض کسی کو مالک بنانا ہو۔ (الوصایا والوقف فی الفقہ الاسلامی، وھبہ زحیلی: ۱۳)

وصیت کے بارے میں اسلام کا مزاج

وصیت کی تاریخ بہت قدیم ہے، اسلام سے پہلے وصیت کے بارے میں لوگ افراط وتفریط کا شکار تھے، کچھ لوگ اصل ورثہ کو محروم کر دیتے اور نام ونمود کے لئے دوسروں کے حق میں وصیت کر دیتے، یا متعدد ورثہ میں سے ایک کے لئے وصیت کرتے اور بقیہ کو محروم کر دیتے، ظاہر ہے کہ یہ ایک ظالمانہ اور غیر عادلانہ طرز عمل تھا، جس پر اسلام نے روک

لگا دی، اس نے وصیت کے سلسلہ میں ایک ایسا نظام بنایا جو مکمل عدل وانصاف پر مبنی ہے، چنانچہ اس نے وصیت کو ایک تہائی مال میں محدود کر دیا اور اس بات کی اجازت نہیں دی کہ کسی وارث کے لئے وصیت کی جائے تاکہ دوسرے ورثہ محروم نہ رہیں اور سب کے ساتھ برابری اور انصاف کا برتاؤ کیا جائے۔ (الوصایا والوقف فی الفقہ الاسلامی، وھبہ زحیلی :۱۲)

وصیت کا ثبوت

وصیت کا ثبوت قرآن وحدیث دونوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كتب عليكم إذا حضر أحدكم الموت إن ترك خيراً الوصية للوالدين والأقربين بالمعروف حقا على المتقين﴾۔[سوره بقره: ۱۸۰]

ترجمہ: تمہارے لئے فرض قرار دیا گیا ہے جب تم میں سے کسی کو موت آئے اور وہ مال چھوڑ کر جا رہا ہو، وصیت کرنا، والدین کے حق میں، رشتہ داروں کے حق میں، معروف طریقہ پر، یہ تقوی والوں پر حق ہے۔

سورہ نساء میں ہے:

﴿فإن كان لهن ولد فلكم الربع مما تركن من بعد وصية يوصين بها أو دين﴾۔[سوره نساء: ۱۲]

ترجمہ: اگر تمہاری بیویوں کے بچے ہوں تو تم کو ان کے ترکہ میں چوتھائی حصہ ملے گا اور یہ ان کی وصیت کو نافذ کرنے کے بعد اور ان کے قرض کو ادا کرنے کے بعد ہوگا۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما حق امرئ مسلم له شيئ يوصيه فيه يبيت ليلتين إلاو وصيته مكتوبة عنده۔(بخاری کتاب الوصایا، حدیث نمبر ۴۵۱)

یعنی کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں جس کے پاس کوئی چیز ہو جس میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو اور دو رات گذارے اور اس کی وصیت تحریری شکل میں اس کے پاس نہ ہو۔

وصیت پر اجماع

ہر دور کے علماء کا وصیت پر اتفاق رہا ہے، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (الفقہ الإسلامی وادلتہ ۸/۱۱)

عقلی دلیل

کار خیر میں انسان سے جو کوتاہیاں ہو جاتی ہیں، ان کی تلافی کے لئے وصیت کی ضرورت پڑتی ہے، اسی لئے وصیت کو مشروع کیا گیا ہے۔ اسی طرح جو رشتہ دار محتاج ہیں، لیکن میراث میں ان کا حصہ نہیں بنتا ہے، ایسے لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرنا بھی وصیت کا مقصد ہے۔ (حوالہ سابق)

وصیت کا حکم

وصیت کی مختلف قسمیں ہیں، کبھی وصیت کرنا واجب ہوتا ہے، کبھی مستحب ہوتا ہے، کبھی مباح، کبھی مکروہ اور کبھی حرام و ناجائز، تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

واجب

اگر کسی کے پاس کوئی امانت ہے، یا نا معلوم شخص کا قرض ہے، یا اس کے ذمہ کچھ فرائض باقی ہیں مثلاً: زکوٰۃ، نماز، روزہ کا فدیہ باقی ہو، یا کفارہ وغیرہ ہو، تو ایسی صورت میں وصیت کرنا واجب ہے۔ حج فرض ہونے کے باوجود نہ کر پایا تو اس کی وصیت کرنا بھی واجب ہے۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

الوصية بحقوق الله المفروضة واجبة ، فيجب عليه أن يوصى بالزكاة والكفارات ونحو ذلك۔(بدائع الصنائع ۲۸۸/۳)

مستحب

غیر وارث رشتہ داروں کے لئے وصیت کرنا، اسی طرح ضرورت مندوں اور خیر کے کاموں کے لئے وصیت کرنا مستحب ہے۔

احناف کے یہاں تہائی مال سے کم میں وصیت کرنا مستحب ہے، خواہ ورثہ مالدار ہوں یا محتاج، اس لئے تہائی سے کم کرنے میں ورثہ پر احسان ہوگا، لیکن مکمل تہائی میں وصیت کرے گا تو ورثہ پر کوئی احسان نہیں ہوگا۔ ہدایہ میں ہے:

ویستحب أن یوصی الانسان بدون الثلث، سواء کانت الورثة أغنیاء أوفقراء، لأن فی التنقیص صلة القریب بترك ماله علیهم، بخلاف استکمال الثلث، لأنه استیفاء تمام حقه، فلا صلة ولا منة۔(هدایه ٤/٥١٥)

ایسی وصیت جس سے حقیقی ورثہ کو نقصان پہنچ جائے شریعت میں ناپسندیدہ ہے، اس لئے جس کے پاس کم مال ہو یا ورثہ نابالغ ہوں یا بالغ ہوں مگر اس قدر محتاج کہ مرنے والے کا دوتہائی متروکہ ان کی ضروریات کے لئے ناکافی ہو تو وصیت نہ کرنا بہتر ہے، اگر ورثہ مستغنی ہوں تو بہتر ہے۔ (قاموس الفقہ ۵/۲۷۴)

مباح

اگر وصیت کرنا واجب، مستحب، مکروہ اور حرام نہ ہو تو مباح ہے، مثلا: کسی اجنبی شخص کے حق میں وصیت کرنا، یا ایسے رشتہ داروں کے حق میں وصیت کرنا، جو ضرورت مند نہ ہوں مباح ہے، اس کے لئے ورثہ کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

ثم تصح الوصیة لأجنبی من غیر اجازة الورثة، کذا فی التبیین (الفتاوی الہندیۃ ۶/۹۰)

ردالمحتار میں ہے:

ومباحة كالوصية للأغنياء من الأجانب والأقارب۔(ردالمحتار ۶/ ۶۴۸)

مکروہ

اصحاب فسق وفجور اور معصیت کے شوقین لوگوں کے لئے وصیت کرنا مکروہ ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

ومكروهة كالوصية لأهل الفسوق والمعاصى۔(ردالمحتار ۶/ ۶۴۸)

ناجائز اور حرام

اگر وصیت کسی معصیت کے لئے کی جائے مثلاً: لہو ولعب کی عمارت کے لئے، فحش وبے حیائی پر مبنی پروگرام کے انعقاد کے لئے، شراب نوشی کے لئے، قتل ناحق کے لئے، یا وارث کو نقصان پہنچانے کے لئے تو یہ وصیت شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔(بدائع الصنائع ۷/ ۳۱۴)

وصیت کے ارکان

جمہور کے نزدیک وصیت کے چار ارکان ہیں:

۱۔موصی، یعنی وہ شخص جو وصیت کرے۔

۲۔موصی لہ، یعنی جس کے حق میں یا جس کے لئے وصیت کی جائے۔

۳۔موصی بہ، یعنی وہ چیز جس میں وصیت جاری کی جائے۔

۴۔وصیت کا صیغہ، یعنی موصی کی طرف سے وصیت کے الفاظ پائے جائیں خواہ زبانی وصیت کرے، یا تحریری وصیت کرے، یا اشارۃ کرے۔(الوصایا والوقف فی الفقہ الإسلامی، وھبہ زحیلی: ۴۱)

احناف کے نزدیک وصیت کے لئے ایجاب وقبول ضروری ہے، یعنی موصی کی طرف سے وصیت کی جائے اور موصی لہ کی طرف سے صراحتاً یا دلالۃً قبول پایا جائے، اس کے بغیر وصیت مکمل نہیں ہوگی، البتہ خاموش رہنا بھی قبولیت کی دلیل ہے، اگر موصی لہ کی

طرف سے انکار کی امید ختم ہو جائے بایں طور کہ انکار سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے تو اس کو قبول کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔ البتہ اگر وہ موصی کے انتقال کے بعد وصیت قبول کرنے سے انکار کر دے تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ (بدائع الصنائع ۷/ ۳۳۱)

وصیت کی قبولیت کا اظہار بعض دفعہ فعل کے ذریعہ بھی کیا جاتا ہے، مثلاً: جس شخص کے حق میں وصیت کی گئی، وہ اس مال میں کوئی تصرف کر دے جس کے بارے میں وصیت کی گئی ہو۔ (بدائع الصنائع ۷/ ۳۳۷)

وصیت کی شرطیں

وصیت کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں جن پر وصیت کا درست ہونا موقوف ہے۔ یہ شرطیں موصی، موصی لہ، موصی بہ میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ ہیں۔

موصی کی شرطیں

۱۔ موصی (وصیت کرنے والا) کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ تبرع (Donate) کا اہل ہو۔ لہذا بچے اور مجنون کی وصیت درست نہیں ہے کہ یہ دونوں تبرع کے اہل نہیں ہیں، اس لئے کہ وصیت ایسا تصرف ہے جس میں نقصان ہے اور اس کا کوئی دنیاوی معاوضہ نہیں ملتا ہے۔ (بدائع الصنائع ۷/ ۳۳۴)

البتہ وصیت کرنے والے کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے، اگر مسلم مسلمان کے لئے یا مسلمان غیر مسلم کے لئے وصیت کرے، تو یہ وصیت درست ہے۔ (بدائع الصنائع ۷/ ۳۴۱)

۲۔ موصی انتقال سے پہلے تک ہوش وحواس میں ہو، اگر انتقال سے پہلے اس پر جنون طاری ہو گیا اور وہ ایک ماہ سے زائد طاری رہا تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ (قاموس الفقہ ۵/ ۲۷۷)

۳۔ موصی اپنے اختیار اور رضامندی سے وصیت کرے، اس لئے کہ وصیت نام

ہے تملیک کا اور تملیک میں رضا مندی ضروری ہے۔ اگر کوئی مذاق میں یا بالجبر یا غلطی سے وصیت کرے تو یہ وصیت درست نہیں ہے، اس لئے کہ ان صورتوں میں رضا مندی نہیں ہوتی ہے۔(بدائع الصنائع ۷/ ۳۳۵)

۴۔ وصیت کرنے والا اس چیز کا مالک ہو جس کے بارے میں وصیت کر رہا ہے۔(الدر المختار ۲/۲۴۲)

۵۔ وصیت کرنے والا اتنا مقروض نہ ہو کہ اس کا پورا ترکہ قرض کی ادائیگی میں صرف ہو جائے۔(فتاوی ہندیہ ۶/ ۳۹۰)

موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی جائے) کی شرطیں

۱۔ وصیت کے درست ہونے کے لئے شرط ہے کہ موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی جائے) وصیت کے وقت موجود ہو۔ مثلاً اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں موجود ہے تو اس کے لئے وصیت کرنا جائز ہے، لیکن اگر بچہ وصیت کرنے کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا تو وصیت درست نہیں ہوگی، اس لئے کہ وصیت کے وقت اس کا موجود ہونا یقینی نہیں ہے۔(قاموس الفقہ ۵/ ۲۷۵)

۲۔ موصی لہ معلوم اور متعین ہو، اس کے بارے میں کوئی جہالت نہ ہو، اس لئے کہ وصیت نام ہے مرنے کے بعد کسی کو مالک بنانے کا، مثلاً یہ کہے کہ یہ گھر میں فلاں (موصی لہ کا نام لے) کے لئے وصیت کرتا ہوں، تعین کبھی نام کے ذریعہ ہوتا ہے مثلاً: حامد، محمود وغیرہ، یا کبھی صفت کے ذریعہ مثلاً: یہ کہے کہ میری یہ وصیت فقراء اور مساکین کے لئے ہے۔(بدائع الصنائع ۷/ ۳۴۲)

۳۔ موصی لہ موصی کا قاتل نہ ہو

اگر موصی لہ نے موصی کو قتل کر دیا خواہ بطریق حرام عمداً یا خطاً قتل کرے تو اس کو وصیت سے محروم کر دیا جائے گا، اس لئے کہ اگر کوئی اس طرح کی حرکت کرے تو اس کو وراثت سے محروم کر دیا جائے گا، اس سے ثابت ہوا کہ وصیت سے بدرجہ اولی محروم کر دیا

جائے گا، اس لئے کہ میراث کا حکم وصیت سے زیادہ مؤکد اور اہم ہے۔(بدائع الصنائع ۷/ ۳۳۹)

۴۔موصی لہ دار الحرب کا باشندہ نہ ہو۔(حوالہ سابق)

۵۔موصی لہ موصی کے انتقال کے وقت زندہ ہو، اگر موصی سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے تو وصیت باطل ہو جائے گی۔(بدائع الصنائع ۷/ ۳۸۶)

۶۔موصی لہ موصی کا وارث نہ ہو، اگر کسی وارث کے حق میں وصیت کی جاتی ہے تو یہ بقیہ ورثہ کی اجازت پر موقوف ہوگی، اگر اجازت مل جائے تو وصیت کو نافذ کیا جائے گا ورنہ وصیت باطل ہوگی۔(بدائع الصنائع ۷/ ۳۸۶)

۷۔موصی لہ معصیت سے متعلق نہ ہو

وصیت اصلاً عبادت یا صلہ رحمی کے لئے مشروع کی گئی ہے، اگر معصیت کے لئے وصیت کی جاتی ہے تو یہ باطل ہوگی، مثلاً اگر کوئی وصیت کر جائے کہ اس کی قبر پر گنبد تعمیر کر دیا جائے تو اس کی وصیت کی تعمیل نہیں کی جائے گی۔ اگر یہ وصیت کر جائے کہ اس کی موت کے بعد ایک قاری اس کی قبر کے پاس قرآن مجید پڑھتا رہے تو یہ وصیت بھی غیر معتبر ہے۔(قاموس الفقہ ۵/ ۲۷۶)

خلاصہ یہ کہ کوئی بھی ایسی وصیت جس کا تعلق محرمات اور معاصی سے ہو غیر معتبر ہے۔

موصی بہ کی شرطیں

۱۔جس چیز کے بارے میں وصیت کی جائے وہ مال یا مال سے متعلق ہو، جیسے صدقہ اور ہبہ کی وصیت، یا مال کی منفعت کی وصیت کی جائے، چاہے وہ فی الحال موجود نہ ہو، مثلا یوں کہے کہ اس باغ میں جو پھل آئے اس کو فلاں فلاں پر تقسیم کر دیا جائے تو یہ وصیت درست ہے۔(رد المحتار ۵/ ۳۱۶)

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی ایک شخص کے لئے اصل شئی کی وصیت کی جائے اور دوسرے کے لئے اس کے منافع کی، مثلا: ایک آدمی کے لئے زمین کی وصیت اور دوسرے

کے لئے اس کی پیداوار کی وصیت۔(بدائع الصنائع ۷/۳۹۴)

اگر کوئی خون اور مردار کی وصیت کرے، تو یہ وصیت درست نہیں، اس لئے کہ یہ شریعت کی نظر میں مال نہیں ہیں۔

اسی طرح مال کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت کی نظر میں قابلِ قیمت ہو، لہذا شراب اور خنزیر کی وصیت معتبر نہیں ہے کہ یہ مال تو ہیں، لیکن شریعت کی نظر میں قابل قیمت نہیں ہیں۔(المغنی ۴/۶۱۰)

۲۔اگر کسی متعین چیز کے بارے میں وصیت کی جائے تو ضروری ہے کہ موصی کی موت کے وقت وہ موجود ہو، اگر موصی کے موت سے پہلے وہ چیز ختم ہو جائے تو وصیت باطل ہو جائے گی۔(بدائع الصنائع ۷/۳۵۴)

۳۔ترکہ میں سے دین ادا کرنے کے بعد زیادہ سے زیادہ ایک تہائی کے بقدر وصیت نافذ ہوگی، اگر ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کی گئی تو زائد وصیت معتبر نہیں ہے، لیکن اگر ورثہ اس کو نافذ کرنے پر راضی ہوں تو وصیت پر عمل کیا جائے گا۔البتہ موصی کی زندگی میں ورثہ کے راضی ہونے کا اعتبار نہیں اور اس کی موت کے بعد بھی نابالغ ورثہ کا راضی ہونا کافی نہیں، اگر وارثین میں کچھ بالغ یا کچھ نابالغ ، یا کچھ اس کے نفاذ پر راضی اور کچھ راضی نہ ہوں تو ایسی صورت میں بالغان اور جو راضی ہیں، ان کے مال میں ان کے حصہ کی نسبت سے وصیت نافذ ہوگی۔(فتاوی ہندیہ ۶/۹۰-۹۷)

اس لئے بہتر یہ ہے کہ ایک تہائی میں ہی وصیت کرے، البتہ اگر مرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو اور وہ پوری جائداد کے لئے وصیت کر جائے تو یہ وصیت نافذ ہوگی۔(حوالہ سابق)

۴۔ملکیت وصیت کے اعتبار سے ہوگی

وصیت کا حکم ہے کہ جس چیز کی وصیت کی گئی ہے، موصی کی موت کے بعد موصی لہ کی ملکیت اس پر ثابت ہو جاتی ہے، خواہ کسی شئی کی وصیت کی گئی ہو یا اس کے نفع کی، اگر کسی شخص کے لئے صرف منفعت کی وصیت کی گئی ہو، مثلاً گھر میں رہائش وغیرہ کی، تو یہ وصیت

اتنی ہی مدت کے لئے ہوگی جو موصی نے طے کردی ہے، جیسے کسی نے کہا فلاں کو میری موت کے بعد دس سال تک اس مکان میں رہنے کا حق حاصل ہوگا، تو دس سال کے بعد موصی لہ کا استحقاق ختم ہو جائے گا اور اگر وصیت مطلق تھی، مدت کی تحدید نہیں تھی، تو جس کے حق میں وصیت کی گئی اس کی وفات تک نفع اٹھانے کا استحقاق ہوگا، اس کی موت کے بعد اس کے ورثہ کو نفع اٹھانے کا استحقاق نہ ہوگا۔ (بدائع الصنائع ۷/ ۳۸۶، قاموس الفقہ ۵/ ۲۷۷)

وصیت سے رجوع کرنا

وصیت ایک تبرع ہے، یہ عقد لازم نہیں ہے، یعنی موصی اپنی وصیت سے رجوع بھی کرسکتا ہے، رجوع کرنے کی تین صورتیں ہیں:

۱۔صراحتاً۔

۲۔دلالۃ۔

۳۔ضرورتاً۔

صراحت کا مطلب یہ ہے کہ وصیت کرنے والا خود کہے کہ میں اپنی وصیت سے رجوع کررہا ہوں۔

یا ایسی بات کہے جس سے اگرچہ صراحت کے ساتھ وصیت سے رجوع کرنا معلوم نہ ہوتا ہو، لیکن رجوع کا مفہوم نکلتا ہو، مثلاً کپڑے کی وصیت کرے پھر اسے اپنے لئے سلا لے۔

ضرورتاً وصیت سے رجوع ثابت ہونے کی دو شکلیں ہیں، ایک یہ کہ جس چیز کے بارے میں وصیت کی ہے، اس میں ایسا اضافہ کردیا جائے کہ اس کو الگ کرنا ممکن نہ ہو۔ مثلاً زمین کی وصیت کی اور اس پر تعمیر کردی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جس چیز کی وصیت کی، اس میں ایسی تبدیلی ہوئی کہ نام ہی بدل گیا، جیسے انگور کی وصیت کی اور وہ موصی کی موت سے پہلے کشمش بن گیا، یا انڈے کی وصیت کی اور اس نے بچے کی شکل اختیار کرلی، تو اب یہ وصیت باطل ہو جائے گی۔ علامہ کاسانی نے لکھا ہے کہ ضرورتاً رجوع کی صورت، دلالۃ رجوع میں داخل ہے اور غالباً یہی صحیح

ہے۔(قاموس الفقہ ۲۷۶/۵)

عرب ملکوں کے قوانین میں وصیت کی تعریف اور شرطیں

مصری قانون میں وصیت کی تعریف کچھ اس طرح ہے:

ترکہ میں ایسا تصرف کرنا جس کا تعلق مابعد الموت سے ہو۔(دیکھئے ویب سائٹ: قانون الأحوال الشخصیۃ المصری، دفعہ:۱)

کویت، امارات، قطر، اردن کے قانون میں بھی وصیت کی تعریف تقریبا انہیں الفاظ میں کی گئی ہے۔(دیکھئے: احکام الوصیۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ ص ۱۹)

مراکش کے قانون میں وصیت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

وہ ایک ایسا عقد ہے جس سے عاقد کے تہائی مال میں اس کی موت کے بعد کوئی حق واجب ہوتا ہے۔(دیکھئے: ویب سائٹ مدونۃ الاسرۃ المغربیۃ، دفعہ:۲۷۰)

وصیت کی شرطیں (عرب ملکوں کے قوانین میں)

کویت کے پرسنل لا میں موصی کے لئے شرط لگائی گئی ہے کہ وہ تبرع کا اہل ہو، اگر کم عقلی یا نادانی کی وجہ سے موصی پر پابندی ہو یا وہ ۱۸ سال کو پہنچ چکا ہو تو عدالت کی اجازت سے وصیت کر سکتا ہے۔(دیکھئے: ویب سائٹ، قانون الاحوال الشخصیۃ الکویتی، دفعہ:۲۱۷)

مرتد مرد اور عورت اگر اسلام میں لوٹ آئیں تو ان کی وصیت معتبر ہوگی۔(حوالہ سابق)

عراق کے قانون میں موصی کے لئے شرط رکھی گئی ہے کہ وہ قانونا تبرع کا اہل ہو اور جس چیز کے بارے میں وصیت کر رہا ہے اس کا مالک ہو۔(قانون الاحوال الشخصیۃ العراقی، دفعہ:۶۷)

موصی لہ کی شرطیں

۱۔ موصی لہ کے لئے شرط ہے کہ وہ وصیت کے وقت یا موصی کی موت کے وقت حقیقی معنی میں زندہ ہو۔

۲۔اسی طرح وصیت کے لئے شرط ہے کہ وہ متعین اشخاص کے لئے، خیر کے کاموں کے لئے اور ایسے اداروں کے لئے ہو، جن سے عوامی نفع پہونچتا ہو۔(قانون الاحوال الشخصیۃ العراقی، دفعہ:٦٨)

۳۔موصی لہ موصی کا قاتل نہ ہو۔(حوالہ سابق)

موصی بہ کی شرطیں

کویت کے پرسنل لا میں موصی بہ کے لئے تین شرطیں ہیں:

ا۔وہ ایسی چیز ہو جس میں وراثت جاری ہوسکتی ہو، یا موصی کی زندگی میں محل عقد ہو۔

۲۔اگر مال ہو تو موصی کی نظر میں قابل قیمت ہو۔

۳۔ وصیت کرتے وقت وہ چیز موصی کی ملکیت میں موجود ہو۔ (دیکھئے: ویب سائٹ، قانون الاحوال الشخصیۃ الکویتی، دفعہ:۲۲۲)

وصیت کے الفاظ کا پایا جانا

وصیت کے انعقاد کے لئے وصیت کے الفاظ کا تحریراً یا زبانی طور پر پایا جانا ضروری ہے۔اگر موصی بولنے یا لکھنے سے عاجز ہو، مثلاً وہ گونگا ہو یا اس کی زبان بند ہو تو ایسی صورت میں اشارہ کافی ہوگا۔(دیکھئے: ویب سائٹ، قانون الاحوال الشخصیہ الکویتی، دفعہ:۲۱۴)

اس طرح کی شرطیں مصر، اردن اور امارات کے پرسنل لا میں بھی لگائی گئی ہیں۔ (تفصیل کے لئے ان ملکوں کے پرسنل لا کی ویب سائٹ دیکھیں)

عراق کے مسلم پرسنل لا میں وصیت کے معتبر ہونے کے لئے موصی کی طرف سے تحریری ثبوت کا پایا جانا ضروری ہے، یا اس پر موصی کا نشان انگوٹھا موجود ہو۔(دیکھئے: ویب سائٹ، قانون الاحوال الشخصیہ العراقی، دفعہ:٦۵)

وصیت ایک تہائی سے زیادہ میں نہ ہو۔

عراق کے پرسنل لا کی دفعہ ۷۳ میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ وارث غیر وارث کے

لئے وصیت کرسکتا ہے، بشرطیکہ کی ایک تہائی سے زیادہ میں نہ ہو، اگر ایک تہائی سے زیادہ میں وصیت ہوتو اس کے نفاذ کے لئے وارثین کی اجازت شرط ہے۔(قانون الاحوال الشخصیۃ العراقی، دفعہ:۷۳)

وصیت سے رجوع کرنے کا قانون

مندرجہ ذیل صورتوں میں وصیت باطل ہوجاتی ہے:

۱۔ وصیت کرنے والا وصیت سے رجوع کرلے، چاہے رجوع صراحۃً ہو یا دلالۃً، مثلا یوں کہے کہ فلاں کے حق میں اپنی وصیت سے رجوع کرتا ہو یا میں نے اپنی وصیت کو کینسل کردیا۔

۲۔وصیت کرنے والا موصی بہ میں کوئی ایسا تصرف کردے، جس سے اس کا نام تبدیل ہوجائے، یا اس کی صفت تبدیل ہوجائے، مثلا موصی بہ جانور تھا، موصی نے اسے ذبح کردیا، یا کپڑا تھا، موصی نے اسے اپنے لیے سلا لیا، یا اس طرح کا کوئی دوسرا عمل کیا تو وصیت ختم ہوجائے گی۔

۳۔موصی بہ ہلاک ہوجائے، مثلا کسی جانور کے بارے میں وصیت کی گئی اور وہ موصی کی زندگی میں ہلاک ہوجائے، یا موصی اسے ہلاک کردے، ہر دوصورت میں وصیت باطل ہوجائے گی، اسی طرح موصی اس کو بیچ دے، یا ہبہ کردے تب بھی وصیت باطل ہوجائے گی۔

۴۔موصی لہ موصی کے انتقال کے بعد وصیت کو قبول کرنے سے انکار کردے، تو وصیت باطل ہوجائے گی، اگر زندگی میں انکار کردے تو اس کا اعتبار نہیں۔(قانون الاحوال الشخصیۃ العراقی، دفعہ:۷۱)

یتیم پوتے کے حق میں وصیت کا قانون

متعدد مسلم ممالک نے اپنے پرسنل لا میں یتیم پوتے کے حق میں وصیت کو واجب

قرار دیا ہے، اسلامی شریعت کے لحاظ سے یتیم پوتے کو چچا اور پھوپھی کی موجودگی میں دادا، دادی کی میراث میں حصہ نہیں ملتا ہے حالانکہ کی اکثر وبیشتر پوتے ضرورت مند ہوتے ہیں اور کم عمری کی وجہ سے ہمدردی کے مستحق بھی، اس کے پیش نظر مسلم ملکوں نے اسلامی شریعت کی روح کو ملحوظ رکھتے ہوئے محروم پوتوں کے لئے وصیت کو واجب قرار دیا، تاکہ سماج میں عدل قائم ہوسکے، اس لئے کہ محروم پوتے کا کوئی جرم نہیں ہے، جس کے باپ کا انتقال اس کے دادا سے قبل ہوگیا، ایسی صورت میں اس پر دوہری مصیبت پڑتی ہے، ایک باپ سے محرومی اور حاجت وضرورت، چنانچہ اگر دادا اس کے باپ کے حصہ کے برابر اپنی مرضی سے وصیت نہیں کرتا ہے تو قانوناً اس پر وصیت کرنا واجب ہوگا، بشرطیکہ وہ ایک تہائی سے زائد نہ ہو، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿کتب علیکم إذا حضر أحدکم الموت إن ترك خیرا الوصیة للوالدین والأقربین بالمعروف حقا علی المتقین﴾-[سورہ بقرہ:۱۸۰] (الوصایا والوقف فی الفقه الاسلامی ،ص۱۰۷)

پوتے کے حق میں قانونا وصیت واجب ہونے کی شرطیں

مصری اور شامی قانون میں اس وصیت کے وجوب کے لئے دو شرطیں لگائی گئی ہیں:

۱۔ پوتا دادا کا وارث نہ ہو۔ اگر اسے میراث میں حصہ مل رہا ہے تو اس کے حق میں وصیت واجب نہیں ہوگی، خواہ اس کا حصہ کتنا ہی کم ہو۔

۲۔ دادا نے پوتے کو وصیت واجبہ کے بقدر ہبہ نہ کیا ہو۔ اگر دادا نے پوتے کو کچھ دے دیا اور وہ واجب مقدار سے کم ہے، تو اس پر اتنی مقدار میں وصیت واجب ہوگی، جس سے اس کا حصہ مکمل ہوجائے۔ (الوصایا والوقف فی الفقہ الاسلامی، ص۱۰۸)

واجب وصیت کی مقدار

پوتے کو وراثت میں باپ کے حصہ کے بقدر ملے گا، یعنی اگر دادا کا انتقال باپ کی

موجودگی میں ہو،تو جتنا حصہ باپ کودادا کی میراث میں ملے گا،اتنی ہی مقدار میں یتیم پوتے کے حق میں وصیت واجب ہوگی، بشرطیکہ ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو،اگر زائد ہوتو ورثہ کی اجازت پروصیت موقوف ہوگی۔

مثال کے طور پرایک شخص ایک بیٹا، دو بیٹی اور پوتے کو چھوڑ کر دنیا سے گیا،ایسی صورت میں پوتے کواتنا حصہ ملے گا جتنااس کے باپ کوزندہ ہونے کی صورت میں ملتا،اور وہ حصہ کل ترکہ کاایک تہائی ہوگا۔((الوصایاوالوقف فی الفقہ الاسلامی،ص۱۰۸)

وصیت واجبہ مقدم ہوگی

قانون میں اس بات کی صراحت ہے کہ ایک تہائی مال میں سے وصیت واجبہ کی تکمیل سب سے پہلے کی جائے گی،اس کے بعد تہائی مال سے جو بچے تو اختیاری وصیت (یعنی وہ وصیت جوموصی نے اپنی مرضی سے وفات سے قبل کی ہو) کی تکمیل کی جائے گی۔

اگر تہائی مال سے تمام وصیت (واجبہ اور اختیاری) کا نفاذ ہوسکتا ہے،تو نفاذ کیا جائے گااور اگرنہیں ہوسکتا ہے،تو وصیت واجبہ کومقدم رکھا جائے گا۔(الوصایا والوقف فی الفقہ الاسلامی،ص۱۰۸)

غیرمسلم ممالک میں وصیت اورمیراث کاحکم

غیرمسلم ملک میں ایک مسلم کا اگر انتقال ہوجائے اوراس کے اقارب واعزہ میں مسلم وغیرمسلم دونوں ہوں،تو میت کا وارث کون ہوگا؟ اگر قانون کے مطابق مسلم وغیرمسلم دونوں کوحصہ ملتا ہو، یا قانون کے مطابق حصہ ملتا ہولیکن شریعت کے مطابق نہ ملتا ہوتو مسلمان کوکیا کرنا چاہئے؟

اس مسئلہ کی کئی صورتیں ہیں،اور الگ الگ نوعیت کے لحاظ سے الگ الگ احکام ہیں،تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

پہلی صورت

کسی مسلمان کا انتقال ہوجائے اوراس کے ورثہ میں مسلم اور غیر مسلم دونوں ہوں اور قانون دونوں کو وراثت میں حصہ دلاتا ہو، تواس کے سامنے قانون کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، خاص طور سے جب بیوی غیر مسلم ہواور شوہر کا انتقال ہوجائے، اور ورثہ میں بیوی کے علاوہ بچے بھی ہوں تو قانون کی رو سے بیوی کو میراث میں آدھا حصہ ملے گا۔

سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟ شمالی امریکہ کے فقہ اکیڈمی کے سکریٹری کی رائے ہے کہ یہ قانون چونکہ خلاف شریعت ہے، اس لئے اس پر لازم ہے کہ وصیت نامہ تحریر کرے اوراس میں شریعت کے مطابق ترکہ تقسیم کرنے کا حکم دے، یعنی بیوی کے لئے محض آٹھویں حصے کی وصیت کرے، اس لئے کہ اولاد کی موجودگی میں وہ اسی کی مستحق ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ولكم نصف ما ترك ازواجكم ان لم يكن لهن ولد، فان كان لهن ولد فلكم الربع مما تركن من بعد وصية يوصين بها او دين، ولهن الربع مما تركتم ان يكن لكم ولد فان كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتكم بعد وصية توصون بها اودين۔(سورہ نساء: ۱۲)(دیکھئے: ویب سائٹ، مقالہ بعنوان، التوارث بین المسلم وغیرہ)

دوسری صورت

کسی غیر مسلم کا انتقال ہوجائے اوراس کے ورثہ مسلمان ہوں اور قانون کے لحاظ سے وہ وراثت کے حق دار ہوں، تو کیا ان کے لئے غیر مسلم کی میراث لینا درست ہے؟

اس سلسلہ میں علماء کے دو نقطہائے نظر ہیں:

پہلا نظریہ جمہور کا ہے کہ مسلمان کافر کا وراث نہیں ہوسکتا، ان کی دلیل وہ روایت ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث ہوگا۔

روایت کے الفاظ ہیں: ”لا يرث المسلم الكافر ولا يرث الكافر

المسلم‘‘(بخاری ومسلم کتاب الفرائض)

سعودی عرب کی مستقل فتوی کمیٹی اور دارالافتاء مصر کا یہی فتوی ہے۔

دوسرا نظریہ ہے کہ مسلمان کے لئے کافر کی وراثت لینا جائز ہے، حضرت معاذ بن جبل، معاویہ بن سفیان، سعید بن مسیّب، مسروق بن اجدع کی بھی یہی رائے ہے، نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے: الاسلام یعلو ولا یعلی علیہ‘‘ (دارقطنی: ۳۹۵، بیہقی ۶/ ۲۰۵)

یعنی اسلام ہمیشہ غالب رہتا ہے اور کبھی مغلوب نہیں ہوتا، مسلمان کے لئے کسی کافر کا وارث ہونا اسلام کے غلبہ کی ایک مثال ہے۔

یورپین کونسل برائے تحقیق وافتاء نے یہی فتوی دیا ہے۔(دیکھئے: ویب سائٹ، قرارات المجلس الاوربی للافتاء والبحوث)

تیسری صورت

یہ ہے کہ غیر مسلم مسلمان کے حق میں وصیت کرے، اگر ترکہ کی تقسیم وصیت کی بنیاد پر ہو اور غیر مسلم مسلمان کے لئے وصیت کرے، خواہ مسلمان غیر مسلم کا قریبی ہو یا نہ ہو، تو اس کے لئے وصیت قبول کرنا جائز ہے۔(دیکھئے: ویب سائٹ، التوارث بین المسلم وغیرہ)

چوتھی صورت

بعض علماء کا خیال ہے کہ ایک مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی غیر مسلم بیوی، والدہ یا کسی قریبی خاتون کے لئے میراث میں اس کے حصہ کے بقدر وصیت کردے۔

ان کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿کتب علیکم إذا حضر أحدکم الموت إن ترك خیراً الوصیة للوالدین والأقربین بالمعروف حقا علی المتقین﴾۔[سورہ بقرہ: ۱۸۰](دیکھئے : ویب سائٹ، التوارث بین المسلم وغیرہ)

پانچویں صورت

اگر کوئی مسلمان نعوذ باللہ مرتد ہوجائے تو وہ مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: لا یرث الکافر المسلم" **(بخاری ومسلم، کتاب الفرائض)**

جمہور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے۔ الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں ہے:

لاخلاف بین فقهاء المذهب ان المرتد –وهو من ترك الاسلام باختياره وارادته– لا يرث احدا ممن يجمعه واياهم سبب من اسباب الميراث ۔

(الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ ۳/۲۵)

☆☆☆☆☆☆